ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

صاحبزادہ تابش کمال کی اردو نعت میں "صنعت حسن طلب" کا استعمال: اسلوبیاتی مطالعہ

USE OF THE RHETORICAL FIGURE 'HUSAN-E-TALB' IN SAHIBZADA TABISH KAMAL'S URDU NAAT: A STYLISTIC STUDY.

* محمد اخلاق مغل

** سیّد توقیر حسین شاہ (سیّد توقیرؔ بخاری)

*** ڈاکٹر ظفر احمد

ABSTRACT:

Apart from Urdu, Punjabi and Seraiki, Sahibzada Tabish Kamal is an all-round poet of regional and local languages besides Urdu, but his real distinction is Urdu Naat. He holds a prominent place among his contemporaries due to his unique style. His Naat poetry contains all the poetic characteristics. Sahibzada Tabish Kamal beautifully uses the poetic the rhetorical figure 'husan-e-talb' in his Natya poetry. He also organized the problems of the Muslim Ummah in his Naat poetry and requested the help of the Holy Prophet (PBUH). In this article main focus is given to the said rhetorical figure.

Keywords: *seeking beauty, knowledge of rhetoric and innovation, knowledge of the mysteries of the world*

صاحبزادہ تابش کمال عصر حاضر کے جدید نعت گو شاعر اور شخصی تنوع کی حامل شخصیت ہیں۔ وہ بہ یک وقت شاعر، ادیب، مدیر، خطاط القرآن اور باعمل صوفی ہیں۔ اُن کا شمار ایسے شعراء میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے قریباً تمام ادبی اصناف میں طبع آزمائی کی۔ لیکن اُن کی مخصوص پہچان نعت گوئی قرار پائی۔ تابش کمال نے اپنی نعتیہ شاعری کا مرکز و محور عشق رسول ﷺ کو بنایا کہ اُن کے نزدیک یہی وہ جذبہ ہے۔ جو ماضی، حال اور مستقبل میں اُمت مُسلمہ کی بقاء کا ضامن تھا، ہے اور رہے گا۔ تابش کمال نے نعت گوئی کے دوران حضور ﷺ کی ذات مبارکہ سے اپنے عشق کا اظہار کیا۔ حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں کے علاوہ حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور معجزات و کمالات کو موضوع نعت بنا کر جہاں منظوم سیرت نگاری کی روایت کو فروغ دیا۔ وہاں اُنہوں نے جدید نسل کو تشکیک و تذبذب کی گُمراہ کُن وادیوں سے نکال کر اُس کی توجہ اُسوہ رسول ﷺ کی جانب منعطف کی۔

تابش کمال نے ایک صوفی کی حیثیت سے اپنی نعتیہ شاعری میں اپنی روحانی کیفیات اور واردات باطنی کو منظوم کیا اور اُردو نعت کی روایت میں مشاہداتی نعت گوئی کے عُنصر کو فروغ دیا نیز اُنہوں نے معاشرے میں دین الٰہی کی درست تعبیر پیش کرنے کے لیے اپنی نعت گوئی سے فرد کی اصلاح نفس کے پیش نظر تذکیہء باطن کا کام بھی لیا۔

سکالر پی ایچ ڈی اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

سکالر پی ایچ۔ ڈی اردو، انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

علاوہ ازیں اُنہوں نے اُمت مسلمہ کی حالیہ مذہبی، اخلاقی اور سیاسی زبوں حالی کو بھی اپنا موضوع بنایا اور دربار اقدس میں اُمت کا استغاثہ پیش کرتے ہوئے سرکار دو عالم سے استمداد کے طالب ہوئے۔

تابش کمال کی نعتیہ شاعری اس امر کی غماز ہے کہ اُنہوں نے اپنے نعتیہ کلام میں شعری و شرعی حدود و قیود کے ساتھ ساتھ اس نازک صنف سُخن کی فکری و فنی مُشکلات اور زبان و بیان کی نزاکتوں کا بھرپور خیال رکھا، نیز اُن کی شاعری میں اُردو زبان کے ساتھ ساتھ دیگر زبانوں عربی، فارسی، ہندی، پنجاب، سرائیکی اور بعض مقامی زبانوں کا ادخال بھی ملتا ہے۔ چنانچہ ان کی نعتیہ شاعری فکری، لسانی اور اُسلوبی حوالے سے گراں قدر شاعری ہے۔ اُنہوں نے اپنی نعتیہ شاعری کو اپنے معاصرین سے مختلف بنانے کے لیے اپنے اُسلوب پر خاص توجہ دی۔ نئی نئی عربی و فارسی تراکیب تخلیق کیں اور علم بیان و بدیع جنہیں شعری لوازمات اور محسنات شعر (۱) بھی کہتے ہیں کا منفرد استعمال کیا۔ یوں تو اُن کی نعتیہ شاعری میں تمام صنائع بدائع کی بہ آسانی نشان دہی کی جا سکتی ہے۔ لیکن جس شعری صنعت کا سب سے زیادہ استعمال ملتا ہے۔ وہ صنعت حُسن طلب ہے۔ صاحبزادہ تابش کمال کے اب تک دو اُردو نعتیہ شعری مجموعے صل علی اور نُور مبین منظر عام پر آ چکے ہیں۔ جن میں کُل 151 نعتیں شامل ہیں۔ اور ان کے اشعار کی کُل تعداد 1005 ہے۔ جن میں دو سو اشعار میں صنعت حُسن طلب برتی گئی ہے۔ اور بعض پوری پوری نعتیں اسی صنعت میں کہی گئی ہیں۔ صنعت حُسن طلب کیا ہے؟ یہ صنعت بنیادی طور پر قصیدے کے اجزاء تشبیب، گریز، مدح و ذم، حُسن طلب اور دعا میں سے ایک جزو ہے۔ جس میں شاعر اپنے ممدوح سے اپنی دلی مراد طلب کرتا ہے (۲) لیکن بعد میں بعض شعراء نے اسے غزل کا جزو بنا دیا۔ اردو کی معروف لغات فرہنگ آصفیہ، نور اللغات، حسن اللغات اور فیروز اللغات میں حسن طلب کے ذیل لُغوی و اصطلاحی معانی ملتے ہیں۔

فرہنگ آصفیہ :

(ع) اسم مذکر، عمدہ، اشارات و پاکیزہ کنایات سے کسی چیز کا مانگنا (۳)

نور اللغات:

اسم مذکر، کسی شے کو اشارہ اور کنایہ سے مانگنا (۴)

حسن اللغات:

اشارہ اور کنایہ سے کوئی شے مانگنا (۵)

فیروز اللغات:

اسم مذکر، لطیف اشارہ کر کے کوئی شے مانگنا، مانگنے کا اچھا پیرایہ (۶)

گویا حسن طلب سے مراد حُسن تدبیر سے مانگنا ہے۔ اردو نعت کی شعری روایت کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اردو نعت کے تمام بڑے شعراء نے اس صنعت کو اپنے نعتیہ کلام میں بہ طور خاص برتا ہے اور اس صنعت کے ذریعے اپنی دلی دعاؤں کو بارگاہ رسالت میں پیش کر کے ان کی مقبولیت چاہی ہے۔ جن میں سے چند کا ذکر ذیل ہے۔

امام احمد رضا خان بریلوی

غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا
بگڑا جاتا ہے کھیل میرا
آقا آقا سنوار آقا (۷)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرادل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے (۸)

بیدم وارثی

کاش مری جبین شوق سجدوں سے سرفراز ہو
یار کی خاک آستاں تاج سر نیاز ہو
ہم کو بھی پائمال کر عمر تری دراز ہو
مست خرام ناز ادھر مشق خرام ناز ہو
سامنے روئے یار ہو سجدے میں ہو سر نیاز
یونہی حریم ناز میں آٹھوں پہر نماز ہو (۹)

شاعر علی شاعر

سرکار دکھا دونا سرکار دکھا دو نا
مجھ کو بھی مدینے کے گلزار دکھا دو نا (۱۰)

کشتی گناہوں کی میری منجدھار میں پھنسی ہے
مشکل کو کردیں دور کہ مشکل کشا ہیں آپ (۱۱)
ہو عطا اذن سفر بہر خدا
ہے مدینے کی تمنا مصطفی (۱۲)

اقبال عظیم

شمس و قمر کی اورنہ اقصی کی روشنی
میری طلب ہے گنبد خضرا کی روشنی
اب تک تو ہم کو اذن زیارت نہیں ملا
اب دیکھیں کیادکھاتی ہے فردا کی روشنی (۱۳)

مجھ کو قسمت سے جو آقا کازمانہ ملتا
عمر بھر آنکھوں کو سرکار کا جلوہ ملتا
رات دن خدمت اقدس میں میں حاضر رہتا
ان کے قدموں کامرے ہونٹوں کوبوسہ ملتا (۱۴)

حافظ محمد مظہر الدین مظہر

ہمیشہ مدحت خیر الانام میں گزرے
دعا ہے عمر درودوسلام میں گزرے
دیار سید عالی مقام میں گزرے
رہ مدینہ و بیت الحرام میں گزرے (۱۵)

یہ آرزو ہے کہ بزم رسول میں ہوں قبول
چنے ہیں میری وفانے جوچند نعت کے پھول (۱۶)
چاہتا ہے یہ ادنی غلام آپ کا
ذکر لب پر رہے صبح و شام آپ کا (۱۷)

اعظم چشتی

کہیں جس کو دوائے درد ہجراں یارسول اللہ
دکھانا مجھ کو بھی وہ روئے تاباں یارسول اللہ
کرم یا رحمتہ للعلمیں یا شافع محشر
کہ ہے خالی عمل سے میرا داماں یارسول اللہ (۱۸)

حسن رضوی

عصر موجود کے نئے لب و لہجے اور اسلوب کے حامل شاعر حسن رضوی نے اپنے نعتیہ کلام میں صنعت حسن طلب کو ذیل انداز میں برتا ہے۔

روضے کے سامنے پڑھوں جی بھر کے میں درود
اک بار پھر سے تو مجھے اذن رسائی دے

مل جائے تیرے عشق سے آنکھوں کو وہ نظر
تیرے علاوہ کچھ بھی نہ مجھ کو سجھائی دے (۱۹)

ہے دل میں مرے حسرت دیدار مدینہ
مختار مدینہ
اک بار بلا لیجیے سرکار مدینہ
سردار مدینہ
مجھ کو بھی دکھا دیجیے گلزار مدینہ
انوار مدینہ (۲۰)

اب ہم اپنے اصل عنوان کی طرف آتے ہیں۔معاصر شاعر صاحبزادہ تابش کمال نے نعت گوئی کے دوران حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے اپنے عشق کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ حضور سید عالم حضرت محمد ﷺ سے اپنے من کی مرادیں بھی طلب کی ہیں۔اُن کی یہ مراد خواہی صرف شعری صنعت کو برتنے تک ہی محدود نہیں بلکہ فرمان نبوی ﷺ

انا قاسم واللہ یُعطی(۲۱)

(میں ہی بانٹنے والا ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا ہے)

کی روشنی میں تابش کمال کو یہ یقین کامل حاصل ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے تمام خزانوں کے مالک و مختار اور قاسم نعمت ہیں۔ذات پروردگار نے اُنہیں اپنے خزانوں پر مختار کُل بنایا اور انہیں مکمل اختیارات دیے کہ سرکار دوعالم ﷺ جسے جتنا چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔نیز شاعر یہ بھی جانتا ہے کہ وہ جس ہستی سے طلب کر رہا ہے۔وہ کوئی دُنیاوی بادشاہ نہیں بلکہ دونوں عالم کے آقا و مولا ہیں۔وہ جھولیاں بھر بھر کر عطا فرماتے ہیں۔صرف یہی نہیں بلکہ حضور ﷺ اپنے روضہ انور میں باذن الٰہی واقف اسرار جہاں ہیں۔ملائک حکم الٰہی سے اُمت کے احوال حضور ﷺ پر پیش کرتے ہیں اسی سبب وہ اپنی امت کے ہر فرد کے نام و نسب اور اس کے شب و روز کا رن سے واقف ہیں۔یہی وہ خیال ہے جو صاحبزادہ تابش کمال کو صبح و مسا شاداں و فرحاں رکھتا ہے۔اُنہیں یقین ہے کہ حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔سرکار دوعالم ﷺ اُن کے حال سے واقف ہیں۔نبی کریم ﷺ سے حُسن طلب کا یہی جواز تابش کمال منظوم صورت میں پیش کرتے ہیں:

وہ میرے حال، مرے روز و شب سے واقف ہیں
مرے سوال سے، حُسن طلب سے واقف ہیں
مرے ظہور سے پہلے کی بات ہے تابش
مرے نبی میرے نام و نسب سے واقف ہیں (۲۲)

ہر گام یہی سوچ رواں رکھتی ہے تابش (۲۳)
جس حال میں بھی ہوں مرے آقا کو خبر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

نعت گوئی ایک ایسا کار خیر ہے۔ جس کی ابتداء رب کریم نے خود فرمائی۔ جس طالب سُخن کو یہ فن عطا ہوا گویا وہ چنیدہ بارگاہ رب ٹھہرا۔ البتہ یہ رستہ بہت پُرخطر اور کٹھن ہے۔ اس میں قدم قدم پر لغزش کا احتمال رہتا ہے۔ شاعر کو حضور ﷺ کے شان ومقام کے بیان میں مبالغہ اور تنقیص سے ہر ممکن دامن بچائے رکھنا پڑتا ہے۔ اس فن کی مشکلات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے۔ جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہوتی ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت پابندی ہے" (۲۴)

صاحبزادہ تابش کمال جو ایک صاحب علم وفہم وذکا شاعر نعت ہیں۔ وہ اس فن کی نزاکتوں اور مشکلات سے بہ خوبی واقف ہیں۔ اُنھوں نے اس وظیفہ رب وملائک و مومناں کو اپنانے کی خواہش تو ضرور کی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُنھوں نے بارگاہ رسالت میں قرآن فہمی کی دُعا بھی کی تاکہ وہ تعلیمات قرآن کی روشنی میں کماحقہ ُشان حضور ﷺ میں نعت گوئی کا شرف حاصل کر سکیں

آقا مجھے الفاظ کی خیرات عطا ہو
مدحت کے لیے نکہت آیات عطا ہو (۲۵)

اُن کے خیال میں ممدوح رب کائنات حضرت محمد ﷺ کی نعت گوئی کا حق تب ہی ادا ہو سکتا ہے۔ جب "نعت میں دھوئی زباں میسر ہو" (۲۶) اور وہ چاہتے ہیں کہ دربار حضور ﷺ سے اُنہیں حضوری کی ایسی کیفیت عطا ہو کہ وہ قُربت کے اُن مبارک لمحوں میں شام وسحر ہر پل مدحت سرکار دوعالم ﷺ میں محو سُخن رہیں نہ صرف وہ خود مدح سرائی کرتے رہیں بلکہ دوسروں کو بھی اپنے دل کی اس آواز میں شامل کریں کہ ساری اُمت مل کر بارگاہ رسالت میں درود وسلام کے گجرے پیش کرے۔

حاضری ہو مری شام ڈھلتی رہے، نعت چلتی رہے
زندگی اُن کے سائے میں پلتی رہے، نعت چلتی رہے
ہر گام یہی سوچ رواں رکھتی ہے تابش
جس حال میں بھی ہوں مرے آقا کو خبر ہے (۲۷)

مدح آقا و مولا کا رستہ چُنا دل کی آواز پر
دل کی آواز میں سب کو شامل کروں نعت کہتا رہوں (۲۸)

علاوہ ازیں صاحبزادہ تابش کمال نے اپنی ایک اور سب سے بڑی اور دائمی آرزو کا اظہار کیا کہ اُن کا نام نبی کریم ﷺ کے مدح سراؤں میں لکھا جائے اور اُن کے لیے دنیا و آخرت میں اس سے بڑا کوئی اعزاز نہیں کہ دربار رسالت ﷺ میں انہیں شاعر نعت ومناجات سے جانا جائے۔

میری خواہش ہے کہ دربار رسالت میں مجھے
"شاعر نعت ومناجات" سے جانا جائے (۲۹)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

جب دربار اقدس سے شاعر کی اس حُسن طلب کو شرف قبولیت بخشا گیا تو وہ اس نعمت عظمی کا ذیل انداز میں اظہار تشکر وامتنان کرتے ہیں

سُخن کے معجزے میں یہ عنایت آپ کی ہی ہے
نہ کوئی جھول باقی ہے نہ خامی یارسول اللہ ﷺ (۳۰)

مجھ ایسے شخص کو توفیق نعت کا ہونا (۳۱)
یہی دلیل ہے مدحت کے ڈھب سے واقف ہیں

اہل عشق و محبت کے ہاں یہ کلیہ پایا جاتا ہے کہ وہ ہر اُس چیز سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ جس جس شے کو اُن کے محبوب سے نسبت ہو۔ مدینہ طیبہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ سرکار مدینہ ﷺ کا مسکن ومدفن ہے۔اس لئے صاحبزادہ تابش کمال کا موضوع نعت بھی ہے۔ اُن کی شاعری میں کئی بار مدینہ طیبہ کا تذکرہ آیا ہے۔ وہ مدینتہ النبی کے عشق میں سر تا پا سرشار و مست ہیں۔ اُن کی چشم نم اور خیمہ خیال میں تصور مدینہ ہی سجا اور بسا رہتا ہے۔ اُنہیں دُنیا میں کسی مال وزر وجاہ و حشم و شان و شوکت و حکومت وسلطنت کی طلب نہیں- اُن کی ایک ہی خواہش ہے۔ کہ بس "شہر نبی میں جائے سکونت نصیب ہو"۔(۳۲) مدینہ پاک سرور عالم حضرت محمد ﷺ کی وہ پاکیزہ ومقدس دھرتی ہے جہاں کا جاروب کش و خاکروب بھی سُلطان جہاں ہوتا ہے۔ صاحبزادہ تابش کمال کی شدید خواہش ہے کہ خُدا کرے اُن کی حیات مستعار میں جلد ہی وہ ساعت سعید آئے۔ جب اُنہیں جانب شہر مدینہ عازم سفر ہونے کا اذن ملے۔ اور وہاں جاکر وہ روضہ انور پہ حاضری دیں اور اپنا حال دل بحضور غمخوار وغمگسار اُمت ﷺ کو سنائیں۔ تاکہ اُن کی یہ کشت جان حزیں ہری بھری ہو جائے۔

کب نخلِ تمنا پہ ثمر آئے گا مولا
کب اپنے مقدر میں مدینے کا سفر ہے (۳۳)

خُدایا !روضہ انور پہ حاضری ہو جائے
یہ کشت جان حزیں پھر ہری بھری ہو جائے (۳۴)

مومن کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ اپنی جان ومال اور اہل وعیال سے بڑھ کر حضور ﷺ کی ذات مبارکہ سے محبت کرتا ہو اور اُس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنا سب کُچھ قُربان کرکے زندگی میں صرف ایک بار ہی سہی زیارت رسول ﷺ سے شرف یاب ہو جائے۔ ہر سچے مومن کی طرح صاحبزادہ تابش کمال بھی اپنی جان ومال اور اولاد سے بڑھ کر ذات مصطفی احمد مجتبی محمد ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ اُن کے دل میں بھی آرزوئے دیدار مصطفی ﷺ بسی ہوئی ہے۔ ہجر رسول اللہ ﷺ میں وہ ہر پل گریہ زار ہیں اور درد فُرقت کے سبب اُن پہ جاں کنی کا عالم طاری ہے بس زیارت رسول ﷺ ہی وہ جام صحت ہے جو ان کے درد فرقت کا درماں ہے۔

ہجر پیہم سے مری جاں پہ بنی ہے آقا
اشک پلکوں پہ ہیں اور آنکھ بھری ہے آقا (۳۵)

ہر آن لب پہ رہتی ہے بس ایک ہی دعا
دیکھیں وہ ماہتاب خدایا قریں سے ہم (۳۶)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

اپنی نعتیہ شاعری میں تابش کمال نے حصول معرفت نفس یا عرفان ذات کی خواہش کو بھی حُسن طلب کے طور پر پیش کیا ہے۔ کیوں کہ وہ جانتے ہیں معرفت ذات الٰہی کے حصول کا اہل وہی شخص ہو سکتا ہے جو قبل ازیں معرفت نفس کا حامل ہو۔ معرفت نفس ہی وہ معرفت ہے جس کے حصول کی تلقین علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں خُودی کا درس دے کر کی۔ سو تابش کمال بھی اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے بار گاہ رسالت میں دست بستہ عرض پرداز ہیں:

آپ چاہیں تو بھلا بات یہ مشکل کیا ہے
مجھ پہ کُھل جائے کبھی میری حقیقت آقا (۳۷)

بروز حشر جب اللہ رب العالمین مالک یوم الدین تمام مخلوقات سے اُن کے اعمال کا حساب لے گا۔ اُس روز ہر کسی کو اپنے کیے کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس دن کسی کے ساتھ کوئی زیادتی و ظلم نہیں ہو گا۔ نفسا نفسی کا عالم ہو گا۔ ہر کوئی اپنے انجام کے بارے میں متفکر ہو گا۔ اُس روز کسی میں ہمت نہیں ہو گی کہ وہ رب ذوالجلال و جبار و قہار کا سامنا کر سکے ہر کوئی اپنے شفیع کی تلاش میں ہو گا لیکن کسی کو سفارش کرنے کی جرأت بھی نہیں ہو گی۔ سب سے پہلے جس ہستی کو اذن شفاعت سے شرف یاب کیا جائے گا وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات مبارک ہو گی ۔ حضور ﷺ عاصیان اُمت کی رب سے شفاعت طلب کریں گے جو قبول کی جائے گی۔ سو صاحبزادہ تابش کمال نے بھی سرکار دوعالم ﷺ کو ہی اپنا شفیع و معاون بنایا ہے وہ محو التماس ہیں۔

اعمال کا دفتر جو کُھلے روز شفاعت
عاصی کا بھی رکھیے گا بھرم سرور عالم (۳۸)

چناں چہ وہ چاہتے ہیں کہ بروز قیامت اُس ہولناک دن جب وہ بار گاہ خداوندی میں پیش ہوں تو انہیں سید ابرار خاتم المرسلین محمد ﷺ کی معیت حاصل ہو۔

خدا کرے کہ بروز جزا اکٹھے ہوں
خدا کے سامنے وہ ختم المرسلین اور ہم (۳۹)

جب حضور ﷺ کو نبوت عطا کی گئی تو آپ ﷺ غار حرا میں مقیم تھے۔ حضرت جبریل آمین علیہ السلام وحی لے کر آئے۔ حضور ﷺ نے اہل مکہ کو جب بتوں کی پرستش سے روکا اور دعوت حق دی تو وہ لوگ جو تھے تو سرکار محمد ﷺ کے اپنے ہی لیکن زبان مصطفی ﷺ سے پیغام حق سُن کر حضور ﷺ کے دُشمن ہو گئے۔ اُن کی کماحقہ یہی کوشش رہی کہ اس صدائے حق کو بزور قوت دبا دیا جائے۔ لیکن وہ حضور ﷺ کے منصب رسالت اور آہنی ارادوں کے سامنے بے بس رہے جب اُنہیں اندازہ ہوا کہ ذات حضور ﷺ کسی طور راہ حق سے پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں۔ تو اُنہوں نے امارت و سلطنت کا لالچ دیا لیکن حضور سید عالم حضرت محمد ﷺ نے انکار فرمایا۔ بالآخر اہل مکہ ظلم و ستم پر اُتر آئے۔ اُنہیں کہاں گوارا تھا کہ کوئی تنکیر و تکفیر اصنام کرے جنہیں وہ اپنے خدا مانتے تھے۔ وہ حضور ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر طرح طرح کے شب و ستم ڈھانے لگے۔ اسلامی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ پھر اللہ نے مسلمانوں کو ہجرت حبشہ و مدینہ کا حکم دیا۔

مکہ کی زندگی سرکار دوعالم جناب محمد ﷺ کے لیے سخت جدوجہد اور دُکھ درد سے بھری زندگی تھی۔ کفار مکہ کا ظلم انتہا کو چُھونے لگا تھا۔ دم دم کی ایذا رسانی کفار کا وتیرہ بن گیا تھا۔ جب سرکار محمد ﷺ طائف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دعوت حق دی تو لوگوں نے اس قدر سنگ باری کی کہ جسم اطہر سے خُون بہنے لگا ۔ پاپوش مبارک خون سے بھر گئے۔ اس کے باوجود سرکار رحمت اللعالمین نے پھر بھی انہیں دعائے خیر سے نوازا۔ صاحبزادہ تابش کمال نے اپنی نعتیہ شاعری میں ان واقعات

سیرت طیبہ کو بھی اپنا موضوع بنایا۔ وہ کہتے ہیں کہ کاش میں طائف کے سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ ہوتا تو حضور ﷺ پر ہونے والی سنگ باری کو اپنے بدن پر روک لیتا ایک پتھر بھی آپ ﷺ تک نہ آنے دیتا۔

کاش طائف کے سفر میں ہوتا
جھیل جاتا میں اذیت اُن کی (۴۰)

اہل طائف کا ایک اک پتھر
اپنے سینے پہ جھیلتا ہوتا (۴۱)

تابش کمال کے خاندانی پس منظر پر نگاہ ڈالی جائے تو والدہ کی طرف اُن کا سلسلہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ (۴۲) سے جاملتا ہے۔ اُن کے خاندان میں کئی علمی، ادبی اور روحانی شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں۔ صاحبزادہ تابش کمال اسے عطائے رب اور حضور محمد ﷺ کا کرم سمجھتے ہیں کہ اُن کے خاندان پر ہمیشہ علم وادب اور مذہب وروحانیت سایہ فگن رہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ آنے والی نسلیں بھی آباو اجداد کے نقش قدم پر چلیں۔ دین حق کی خاطر سرگرم عمل رہیں۔ صراط مستقیم پر استقامت کے ساتھ گامزن رہیں۔

رفتگاں تھے ہی تابش کمال
میرے آئندگاں آپ سے (۴۳)

جادہ نُور پر چلیں دائم
میرے آئندگاں مرے آقا (۴۴)

تابش کمال ایک محب وطن شاعر ہیں۔ اُنہوں نے اپنی نعتیہ شاعری میں اُمت مسلمہ کی زوال پذیری کو بھی موضوع بنایا ہے کہ اُمت طبقوں سے نکل کر فرقوں میں بٹ چکی ہے۔ یہ اب مثل شتر بے مہار تباہی کی طرف جارہی ہے۔ کوئی ایسا لیڈر نہیں جو اس کی رہنمائی کرے۔ وہ وطن عزیز جو کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا
۔ کفر ومعصیت اور جبر وجور کی زد میں ہے۔ طاغوتی اندھیروں نے اسے گھیرا ہوا ہے اور اس پر راج کر رہے ہیں۔ سرکار دوعالم ﷺ اگر آپ ﷺ نے دست گیری نہ فرمائی تو اسے بربادی سے کوئی نہیں روک سکتا۔ امت مسلمہ آپ ﷺ کی نظر کرم کی محتاج ہے۔

حرا کی مٹی سے نُور لے کر چمک رہے ہیں یہ چاند تارے
مری زمیں پر ہے راج شب کا مری زمیں کو اُجال آقا (۴۵)

بے مہار اُونٹوں کی تمثال ہے اُمت اب تو
ہو ادھر قافلہ سالار جہاں ایک نظر (۴۶)

ایک چشم کرم ہو مرے دیس پر
سب کی جانب سے ہوں ملتجی یانبی (۴۷)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

حوالہ جات

۱۔ عابد علی عابد،سید،شعر اقبال،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۳،ص ۲۷۱

۲۔ حفیظ صدیقی،ابوالاعجاز،تنقیدی اصطلاحات،ادارہ فروغ قومی زبان،اسلام آباد،طبع دوم،۲۰۱۸ء،ص ۱۹۵

۳۔ احمد دہلوی،سید،فرہنگ آصفیہ جلد اول،مشتاق بک کارنر،لاہور،،۲۰۱۵،ص ۲۰۷

۴۔ نُورالحسن نیر،کاکوروی،نُوراللغات جلد اول،مشتاق بک کارنر،لاہور،جون ۲۰۱۹ء ص ۱۲۱۳

۵۔ علی حسن،حسن اللغات،اور نٹیل بک سوسائٹی ،لاہور،س ن،ص ۳۱۱

۶۔ فیروزالدین،مولوی،فیروزاللغات،فیروز سنز،لاہور،۲۰۱۰ء ص ۵۶۹

۷۔ احمد رضاخان،امام،حدائق بخشش،مکتبہ اعلی حضرت دربار ،لاہور،نومبر ۲۰۱۰ء ص ۲۲

۸۔ ایضاً ص ۱۰۵

۹۔ بیدم وارثی،کلیات بیدم وارثی،عبداللہ اکیڈمی،لاہور،۲۰۱۲ء،ص ۷۹

۱۰۔ شاعر علی شاعر،نور سے نور تک ،راحیل پبلی کیشنز،کراچی،فروری ۲۰۱۲،ص ۳۱۳

۱۱۔ ایضاً ص ۳۳۷

۱۲۔ ایضا ص ۳۶۸

۱۳ ۔ اقبال عظیم،زبور حرم،نعت ریسرچ سنٹر،کراچی،۲۰۱۰ء ص ۲۵۵

۱۴ ۔ ایضاً ص ۲۶۷

۱۵۔ محمد مظہر الدین،مظہر،حافظ،کلیات مظہر،ارفع پبلشرز،لاہور،فروری ۲۰۱۳ء،ص ۴۸۹،

۱۶ ۔ ایضاً ص ۴۹۵

۱۷ ۔ ایضاً ص ۵۰۶

۱۸ ۔ محمد اعظم،چشتی،کلیات اعظم،خزینہ علم وادب،لاہور،۲۰۰۵ء،ص ۳۱۷

۱۹۔ حسن رضوی،ڈاکٹر،مدینے کی ہوا،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۳ء ص ۵۷

۲۰۔ ایضاً ص ۴۷

۲۱۔ محمد شریف الحق امجدی،مفتی،نزہتہ القاری شرح بخاری،دائرۃالبرکات،گھوسی ،ص ۳۷۰/۳۷۲

۲۲۔ تابش کمال،نور مبین،کمال پبلی کیشنز،راولپنڈی،اکتوبر ۲۰۱۹ء،ص ۷۹/۸۰

۲۳۔ ایضاً،ص ۱۱۲

۲۴۔ مصطفی رضا،نوری،علامہ،الملفوظ،مطبوعہ کانپور،ص ۱۴۴/۱۴۵

۲۵۔ تابش کمال،صل علیٰ،کمال پبلی کیشنز،راولپنڈی،باردوم اپریل ۲۰۱۹ء ص ۱۳

۲۶۔ ایضاًص ۴۳

۲۷۔ ایضاًص ۴۱

۲۸۔ ایضاص ۴۴

۲۹۔ ایضاًص ۴۸

۳۰۔ ایضاً ۳۵

۳۱۔ نور مبین ص ۸۰

۳۲۔ ایضاًص ۲۹

۳۳۔ ایضاًص ۱۱۱

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

۳۴۔ ایضاً ص ۹۵

۳۵۔ ایضاً ص ۱۶۱

۳۶۔ ایضاً ص ۱۸۶

۳۷۔ تابش کمال، منظر منظر دھوپ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، بار سوم اگست ۲۰۱۰ء ص ۳۶

۳۸۔ نور مبیں، ص ۱۷۳

۳۹۔ صل علیٰ ص ۴۵

۴۰۔ ایضاً ص ۶۰

۴۱۔ نور مبیں ص ۲۰۱

۴۲۔ اسرار احمد، ادراک، حضرت کمال ثانی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۱۸ اپریل ۲۰۰۶، ص ۱۶

۴۳۔ نور مبیں ص ۱۸۸

۴۴۔ ایضاً ص ۱۷۰

۴۵۔ صل علیٰ ص ۱۳۴

۴۶۔ نور مبیں ص ۵۶

۴۷۔ ایضاً ص ۱۶۰